جب آشیاں اجڑا.....

مطیع الرحمٰن کشمیری

زبان پہ جونہی باغ کا لفظ آتا ہے تو تصور میں آنکھوں کے سامنے پیڑ پودوں کے گھنے سائے، ہواؤں کی مسکراہٹ، رنگا رنگ پھولوں کی نرماہٹ، کہیں درختوں کے بیچوں بیچ پانیوں کی روانی، کہیں ڈھلتی شاموں میں درختوں کی اوٹ میں سورج کی دلفشانی اور فضاؤں میں اٹکھیلیاں کرتے ہوئے پرندے نظر آتے ہیں۔ اگر یہ ''باغ'' کشمیر کا ضلع ''باغ'' ہو تو تصور کی انتہاء حقیقت کا روپ دھار لیتی ہے۔ وادیوں میں ڈھلتی شامیں، پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر چشموں کا گزرتا ہوا پانی، وادیوں کے دامن سے بل کھاتی ہوئی سڑکیں اور خصوصاً سرِ شام وادیوں میں جلتے چراغ دیکھنے کا عجب لطف ہوتا ہے۔ جو دور سے دیکھیں تو درختوں کے دامن سے ٹمٹماتے ہوئے ستاروں کا منظر پیش کر کے پورے ماحول میں ہوشربا طلسم کا فسوں پھونکتے ہیں، تو پوری وادی پریوں کی وادی محسوس ہوتی ہے۔

لیکن جیسے باغ اجڑنے پہ پرندوں کا مقدر کوچ کوچ اور صرف کوچ ہوتا ہے، ویسے ہی ضلع باغ کے باسیوں کا مقدر ٹھہرا۔ مگر وہ مٹی، وہ پتھر جن تلے ہزاروں خواہشیں دب چکیں، جن تلے ہزاروں امنگیں مدفون ہیں، نہ جانے کب کس گھر کے ملبے سے آواز آ جائے اے ماں...... ہائے بیٹا...... ان ویرانوں میں اب بھی کسی شناسا کی امید ہے۔ بس امید۔ وگرنہ نہ کوئی آشیاں ہی رہا نہ ہم نشیں۔

8 اکتوبر کی وہ ٹھنڈی صبح جب زندگی مصروف ہو چکی تھی، بچے سکولوں میں، جوان کاموں پہ، بوڑھوں کو کیا خبر تھی میرا مکان میری لحد بننے والا ہے۔ اچانک زمین لرزی، لرزتی رہی، وقت ہی کیا لگا چند سیکنڈ کا دورانیہ۔ اتنے سے وقت نے بچوں کو واپسی کے راستے بھلا دیئے، جوان نہ جانے کون سے راستے پہ ہو لئے کہ آج تک گھر نہ پہنچے جو گیا واپس نہ آیا، جو واپس آیا اسے اپنی آنکھوں پر یقین کرنا محال تھا، جتنا بڑا مکان، اتنی بڑی موت...... آہ!

شہر کے بڑے سکول سپرنگ فیلڈ کی دیواروں نے قریباً پانچ سو نونہالوں کو چپکے سے مسل دیا۔ میں مبہوت کھڑا ماجرہ کی دوڑ دیکھ رہا تھا، جو اس سکول کی طرف ہر اس ماں کی تھی، جسے وقت نے مزید امتحان سے گزارنا تھا۔ کچھ بوڑھوں کے چہروں پر ابراہیمی عکس تھا، گھر کے ملبے کے نیچے سے آواز آتی ''میں زندہ ہوں، مجھے نکالو، میں زندہ ہوں'' لرزتے اور ہاتھ پتھروں سے ٹکر؟؟؟؟ معاذ اللہ۔

آخر یہ آواز ایک دن بند ہو گئی یوں ہاتھ سے ملبے کے پتھر تو نہ ہٹ سکے لیکن بوڑھے باپ کو دل پہ بھاری پتھر رکھنا پڑا، یہ ایک ہی نہیں ہر گھر کی داستان ہے۔

دن گزرا، رات کا اندھیرا چھانے لگا۔ پریوں کی یہ حسین وادی بھوتوں کا مسکن لگنے لگی۔ آج نہ کہیں کوئی دیپ جلا نہ چراغ، جب چشموں کے آنسو بھی خشک ہو گئے تو آسماں اس وقت اشکبار ہوا جب نہ سر ڈھانپنے کو کوئی جھونپڑ تھا، نہ زخمیوں پر دینے کیلئے کوئی کپڑا۔ آسمان کے آنسو برفانی ہوائیں، آنگن میں لاشیں، زخمی بے حال موت زندگی پہ جھپٹ رہی تھی۔ میری آنکھوں نے کیا کیا دیکھا، خدا نہ دکھائے۔

میرا گاؤں کوٹیڑہ مست خان جو باغ شہر سے چھ سات کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس شہر کی اڑتی دھول ابھی میرے نتھوں میں تھی، مگر میرے گاؤں کے بالکل سامنے پنیالی اور نکر دونوں دیہات پلک جھپکنے میں صفحۂ ہستی سے یوں غائب ہو چکے تھے جیسے صدیوں سے یہاں کوئی تھا ہی نہیں۔ باغ شہر کی رونق میں واقع گورنمنٹ کالج آف بوائز اور گورنمنٹ کالج آف گرلز کی عمارت کے ملبے سے کئی روز تک زندگی کی بھیک مانگی جاتی رہی، مگر وہاں کوئی ہوتا تو پرسانِ حال ہوتا۔ اک اک جان نہ جانے کتنی بار تڑپی ہو گی۔ امید و ناامیدی کا قضیہ موت نے آخری بار نہ جانے کب ختم کیا ہو گا۔ مدد کی منتظر آنکھیں آخری بار مایوس ہو کے نہ جانے کب پتھرائی ہوں گی۔ کیا معلوم؟؟؟؟؟

مجھے تو اپنے گاؤں کی تلچھٹ یاد ہے، کاش اگر یہ یاد نہ ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔ دو منزلہ مسجد کی عمارت پتھر کا ڈھیر نظر آتی ہے۔ چھوٹے سے گاؤں میں اموات شمار کروں تو تعداد سو سے زائد ہے۔ زخمی نہ جانے کتنے ہیں اور کس کس ہسپتال میں زخموں کی ٹیسیں لے رہے ہیں۔ اس کو زندگی کا امتحان کہوں یا موت کا راج، پہاڑوں کی نخوت کبھی یوں بھی ختم ہو سکتی ہے، سوچا بھی نہ تھا۔ دیو پہاڑوں میں پڑی دراڑیں موت کا کھلا منہ محسوس ہوتا ہے۔

زلزلے کی اس تباہی نے ہر ذی روح کو بوکھلا دیا۔ ایک دن تک تو علم ہی نہ تھا کہ پاکستان اس موت کے طوفان سے بچ گیا یا نہیں۔ لہٰذا خوراک نہ شیلٹر، انتظار تھا تو موت کا، لیکن یونہی معلوم ہوا کہ پاکستان محفوظ ہے۔ دل کو ڈھارس بندھی، کہ شریکِ غم ایک نہیں پوری قوم ہے۔ لہٰذا مسدود رستوں اور جگہ جگہ لینڈ سلائڈنگ کے باوجود اپنے اپنوں تک پہنچے، بوڑھا، بچہ، جوان کون نہ تھا، جو ہمیں زندگی کی امید نہیں دلا رہا تھا۔ انصار مہاجر کے ایک نئے عہد کا سماں بندھ گیا، تیسرے ہی روز خوراک، خیمے، کپڑے، ملبے اور رضائیوں کے بھرے ہوئے ٹرک ہماری طرف رواں تھے۔

کوئی! کون تھا......؟ کہاں سے تھا......؟ معلوم نہیں، رنگ و نسل، قوم و مذہب اور علاقائی وصوبائی تعصب کی دیواریں گریں اور پاکستان کا ہر صاحب، چاہے استطاعت تھی یا نہ لپک لپک کے ہم تک پہنچ رہا تھا۔ دوسرے ہی روز علاقے میں کہیں کہیں دیپ جلنا شروع ہو گئے، جو دراصل زندگی کے دیپ تھے، جن کو دوبارہ سے روشن کرنے والے پہنچ چکے تھے۔ مردہ لاشوں کو دفنانے سے لے کر زخمیوں کو اٹھا کے ہسپتالوں تک پہنچانے کا کام اسی پاکستان نے کیا، جس کا دل ہر وقت کشمیر کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ شہ رگ جب بھی بھینچی گئی، جسد پاکستان کے ہر عضو نے اپنے ماورا سے ہو کے اپنی رگ حیات بچائی ہے۔

کاش! الفاظ ہوتے جو شکریے کا حق ادا کر سکتے۔ دیکھتے ہی دیکھتے امدادی کیمپوں کی ایک نئی دنیا آباد ہونا شروع ہو گئی۔ ضلع باغ کے اجڑے دیار میں سب سے نمایاں خدمات جماعۃ الدعوۃ اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تھیں۔ پھر ایک کے بعد دوسری تنظیموں اور NGOs کا رخ بھی باغ کی طرف تھا۔ یوں تو سب ہی اپنے تھے مگر میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے اساتذہ کا تذکرہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث فیصل آباد مولانا نجیب اللہ طارق صاحب، مولانا مفتی عبدالحنان زاہد صاحب، مولانا محمد یونس بٹ صاحب جنہوں نے خصوصی طور پر ہماری ضروریات کا خیال رکھا اور ضروری وسائل فراہم کیے۔

(جزاہم اللہ احسن الجزاء)

ان کے علاوہ مولانا حنیف بھٹی صاحب ناظم اعلیٰ مرکزیہ فیصل آباد، جناب شاہد اقبال ایڈووکیٹ صاحب، مولانا عبدالرشید حجازی ناظم تبلیغ مرکزیہ پاکستان اور نجیب صاحب کمبل والے ان کی خدمات سے چراغ زیست جلنے لگا۔ دوست احباب کا دل دھڑکا تو رخ سیدھا باغ کی طرف تھا۔ بھائی سعید الرحمن اور بھائی محمد جہانگیر کا تذکرہ کرتے ہوئے مجھے وہ منظر یاد آتے ہیں، جب پہاڑوں کی چوٹیوں سے لکڑیاں لاتے کوئی چولہا تو جلے۔

کسی دریچے میں تو زندگی کا سماں بندھے
کسی آنگن میں تو پھر سے خوشی لوٹ سکے

یہی اک خواہش پر اس سعید اور جہانگیر کی تھی جو پاکستان کے دیہات گوٹھ میں رہتا ہے۔

دو چار سے دنیا واقف ہے گمنام نہ جانے کتنے ہیں؟

مجلہ ترجمان الحدیث
میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

نرخنامہ اشتہارات مجلہ ترجمان الحدیث

آخری صفحہ مکمل (4 کلر)	5000روپے
اندرون آخری صفحہ مکمل (سنگل کلر)	3000روپے
اندرون آخری نصف صفحہ (سنگل کلر)	2000روپے
عام صفحات مکمل صفحہ	2000روپے
عام صفحات نصف صفحہ	1000روپے
عام صفحات چوتھائی صفحہ	500روپے
عام چھوٹے اشتہارات	300روپے

رابطہ: دفتر ترجمان الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد
فون: 041-8780374-8780274

فیصل یعقوب کلاتھ مرچنٹ
اصل کرنڈی، لٹھا سفید، لٹھا رنگدار پختہ کلر،
کاٹن سفید و رنگدار پختہ کلر
ہر قسم کی مردانہ ورائٹی کا مرکز
041-633809
Mob# 0300-9653599
پنجاب بلاک مدینہ بازار P-162 ملی کلاتھ مارکیٹ فیصل آباد

عظیم خوشخبری
دعوت دین اور قرآنی علوم و معارف کو گھر گھر پہنچانے کیلئے شہرۂ آفاق اور قبولیت عام حاصل کرنے والی کتب تفاسیر انتہائی ارزاں تبلیغی نرخوں پر حاصل کریں

۱۔ تفسیر ابن کثیر	ترجمہ: مولانا محمد جونا گڑھی	5 جلدیں	-/490 روپے
۲۔ تفہیم القرآن	سید ابوالاعلیٰ مودودی	6 جلدیں	-/770 روپے
۳۔ معارف القرآن	مفتی محمد شفیع	8 جلدیں	-/950 روپے
۴۔ مشکوٰۃ المصابیح	ترجمہ: مولانا محمد صادق خلیل	5 جلدیں	-/550 روپے
۵۔ خطبات اسحاق	مولانا محمد اسحاق (جھال والے)	2 جلدیں	-/200 روپے

نوٹ: دو تصاویر اور شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ضروری ہے۔ بیرون فیصل آباد کے احباب کتب منگوانے کیلئے مزید 100 روپے ڈاک خرچ بھجوائیں۔

مرکز الحرمین الاسلامی
گل بہار کالونی مین ستیانہ روڈ فیصل آباد پاکستان
میاں طاہر 0304-3010777